بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat

دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)

Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ کرام حضرت قتادہ بن نعمان انصاری اور حضرت عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہما کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز و دلنشیں تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16 ر اگست 2019 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، برطانیہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج میں بدری صحابہ کا ذکر کروں گا جو گزشتہ کافی عرصہ سے چل رہا ہے۔

پہلا ذکر حضرت قتادہ بن نعمان انصاری کا ہے۔ حضرت قتادہ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنوظفر سے تھا۔ ان کے والد کا نام نعمان بن زید اور والدہ کا نام انیسہ بنت قیس تھا۔ حضرت قتادہ کی کنیت ابوعمر کے علاوہ ابوعمرو اور ابوعبداللہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ حضرت قتادہ حضرت ابوسعید خدری کے اخیافی بھائی تھے یعنی والدہ کی طرف سے بھائی تھے۔ حضرت قتادہ کو ستر انصاری صحابہ کے ہمراہ بیعت عقبہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ تیر اندازوں میں سے تھے۔ آپ کو غزوہ بدر احد غزوہ خندق اور بعد کے دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شمولیت کی توفیق ملی۔ غزوہ احد کے روز حضرت قتادہ کی آنکھ پر تیر لگا جس سے آنکھ کا ڈیلا باہر آ گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تیر لگا ہے اور میرا ڈیلا باہر آ گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈیلے کو اپنے ہاتھ سے واپس رکھ دیا اور وہ صحیح جگہ پر قائم ہو گیا اور بینائی لوٹ آئی اور بڑھاپے میں بھی دونوں آنکھوں میں سے یہ والی آنکھ زیادہ قوی اور زیادہ صحیح تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آنکھ میں اپنا لعاب لگایا تھا اس کے نتیجہ میں وہ آنکھ دونوں میں سے حسین تر ہو گئی۔ حضرت قتادہ اپنا یہ واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے سامنے رہا۔ جب بھی کوئی تیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتا تو میں اپنا سر اس کے آگے کر دیتا تا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے لئے ڈھال بن سکوں۔ اسی دوران ایک تیر میری آنکھ پر لگا جس سے میری آنکھ کا ڈیلا نکل کر میرے گال پر آ گیا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے اپنے ڈیلے کو پکڑا اور اسے اپنے ہاتھ پر رکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے میرے ہاتھ میں دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور فرمایا اے اللہ قتادہ نے اپنے چہرے کے ذریعہ تیرے نبی کے چہرے کو بچایا ہے پس تو اس کی اس آنکھ کو دونوں آنکھوں میں سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ نظر والی بنا دے چنانچہ وہ آنکھ دونوں میں سے زیادہ خوبصورت اور دونوں میں سے نظر کے اعتبار سے زیادہ تیز تھی۔

حضرت قتادہ غزوہ خندق اور دیگر تمام غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ شریک ہوئے۔ فتح مکہ کے موقع پر قبیلہ بنوظفر کا جھنڈا حضرت قتادہ کے ہاتھ میں تھا۔ حضرت قتادہ نے 65 سال کی عمر میں 23 ہجری میں وفات پائی۔ حضرت عمر نے مدینہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک خاندان ایسا تھا جنہیں بنوابیرک کہا جاتا تھا ان میں تین بھائی تھے۔ وہ لوگ زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں ہی میں محتاج اور فاقہ زدہ لوگ تھے۔ کوئی ان میں تبدیلی نہیں پیدا ہوئی۔ کام نہیں کرتے تھے، محنت

نہیں کرتے تھے اس وجہ سے غریب سے تھے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے چچا رفاع بن زید کے گودام میں نقب لگائی گئی اور دیوار توڑ کے اندر چور آ گئے اور راشن اور ہتھیار سب کا سب چرا لیا گیا۔ صبح کے وقت میرے چچا رفاع میرے پاس آئے اور کہا کہ میرے بھتیجے۔ آج کی رات تو میرے پر بڑا ظلم کیا گیا ہے۔ ہمارے گودام میں نقب لگائی گئی ہے ہمارا راشن اور ہمارے ہتھیار سب کچھ چرا لئے گئے ہیں۔ ہم نے محلے میں پتا لگانے کی کوشش کی ہے اور لوگوں سے پوچھ گچھ کی ہے تو ہم سے کہا گیا کہ ہم نے بنو ابیرک کو آج رات دیکھا ہے انہوں نے آگ جلا رکھی تھی اور ہمارا خیال ہے کہ تمہارے ہی کھانے پر وہ جشن منا رہے ہوں گے۔

میرے چچا نے کہا کہ اے میرے بھتیجے اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے اور آپ سے اس حادثے کا ذکر کرتے تو ہوسکتا ہے میرا مال مجھے مل جاتا۔ حضرت قتادہ بن نعمان کہتے ہیں کہ میں یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہمارے ہی لوگوں میں سے ایک گھر والے نے ظلم و زیادتی کی ہے۔ انہوں نے میرے چچا رفاع بن زید کے گھر کا رخ کیا ہے اور ان کے گودام میں نقب لگا کر ان کے ہتھیار اور ان کا راشن چرا لیا ہے۔ جب یہ بات بنو ابیرک نے سنی تو ان سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر کہا کہ اے اللہ کے رسول قتادہ بن نعمان اور ان کے چچا دونوں ہمیں لوگوں میں سے ایک گھر والوں پر جو مسلمان ہیں اور اچھے لوگ ہیں بغیر کسی گواہ اور بغیر کسی ثبوت کے چوری کا الزام لگاتے ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تم نے ایک ایسے گھر والوں پر چوری کرنے کا الزام عائد کیا ہے جن کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور بھلے لوگ ہیں اور تمہارے پاس کوئی گواہ اور ثبوت بھی نہیں ہے۔ قتادہ کہتے ہیں میں آپ کے پاس سے واپس آ گیا اور میرا جی چاہا کہ میں اپنے کچھ مال سے محروم ہو گیا ہوتا تو مجھے گوارا ہوتا لیکن اس معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے بات نہ کی ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر مجھے خیال آیا کہ میں نے یوں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ساری حقیقت کھول دی۔ جب اس بارہ میں قرآنی آیات نازل ہوئیں تو بنو ابیرک جن پر چوری کا شبہ تھا انہوں نے سمجھا کہ یہ ہمارے بارے میں ہی ہے۔ انہوں نے اپنی چوری تسلیم کر لی اپنی چوری اور ہتھیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہتھیار رفاع کو لوٹا دیئے۔

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمان نے ایک مرتبہ سورۃ اخلاص ہی پر ساری رات گزار دی۔ ساری رات سورۃ اخلاص پڑھتے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب اس کا تذکرہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے سورۃ اخلاص نصف یا تہائی قرآن کے برابر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت وہی تو حقیقی قرآن ہے اور قرآن کریم میں اسی کی تعلیم ملتی ہے۔

ابو سلمٰی سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرۃ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی بھی آتی ہے کہ اگر وہ کسی مسلمان کو اس حال میں میسر آ جائے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ سے خیر کا سوال کر رہا ہو تو اللہ اسے وہ چیز ضرور عطا فرما دیتا ہے اور حضرت ابو ہریرۃ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ساعت بہت چھوٹی سی ہے۔ جب حضرت ابو ہریرۃ کی وفات ہوئی تو کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ بخدا اگر میں حضرت ابو سعید خدری کے پاس گیا تو ان سے اس گھڑی کے متعلق ضرور پوچھوں گا۔ ہوسکتا ہے انہیں اس کا علم ہو۔ چنانچہ ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ابو سعید حضرت ابو ہریرۃ نے ہمیں ایک ایسی گھڑی کے متعلق حدیث سنائی ہے جو جمعہ کے دن آتی ہے۔ کیا آپ کو اس ساعت کا علم ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے تو انہوں نے

کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ساعت کے متعلق دریافت کیا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پہلے تو وہ گھڑی بتائی گئی تھی لیکن پھر شب قدر کی طرح بھلا دی گئی۔

حضور انور نے فرمایا: مسند احمد بن حنبل کی جو یہ روایت ہے اس میں جمعہ کے روز جس گھڑی کا ذکر ہے اس گھڑی کے بارے میں مختلف روایات ہیں ان روایات سے تین مختلف اوقات کا پتا لگتا ہے پہلا تو یہ کہ یہ گھڑی جمعہ کے دوران آتی ہے دوسرا یہ کہ دن کے آخری حصے میں آتی ہے اور تیسری یہ کہ نماز عصر کے بعد آتی ہے۔ حضرت ابوہریرۃ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا اس میں ایک گھڑی ہے جو مسلمان بندہ اس گھڑی کو ایسی حالت میں پائے گا کہ وہ اس میں کھڑا نماز پڑھ رہا ہوگا تو وہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے گا وہ اس کو ضرور دے گا اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ گھڑی بہت تھوڑی سی ہے۔ پھر صحیح مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گھڑی امام کے بیٹھنے سے نماز کے ختم ہونے کے درمیان ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دن کی آخری گھڑیوں میں سے ہے یعنی دن ڈھلنے کے قریب ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے عرض کیا کہ وہ نماز کی گھڑی نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں! مؤمن بندہ جب نماز پڑھ لے اور بیٹھ جائے اور صرف نماز ہی اسے روکے ہوئے ہو تو وہ نماز میں ہی ہے۔

پھر حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عصر کے بعد کی گھڑی ہے۔ پھر ایک روایت میں ذکر ہے کہ حضرت ابوسلمیٰ نے اس گھڑی کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر ساعۃ نہار یعنی یہ گھڑی دن کی آخری گھڑیوں میں سے ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اس کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ جمعہ اور رمضان کو آپس میں ایک مشابہت حاصل ہے اور وہ یہ کہ جمعہ بھی قبولیت دعا کا دن ہے اور رمضان بھی قبولیت دعا کا مہینہ ہے جمعہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نماز کے لئے مسجد میں آجائے اور خاموش بیٹھ کر ذکر الٰہی میں لگا رہے امام کا انتظار کرے اور بعد میں اطمینان کے ساتھ خطبہ سنے اور نماز با جماعت میں شامل ہو تو اس کے لئے خاص طور پر خدا تعالیٰ کی برکات نازل ہوتی ہیں اور پھر ایک گھڑی جمعہ کے دن ایسی بھی آتی ہے کہ جس میں انسان جو دعا بھی کرے قبول ہو جاتی ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ قانون الٰہی کے ماتحت اس حدیث کی ایک تعبیر تو ضرور کرنی پڑے گی کہ وہی دعائیں قبول ہوتی ہیں جو سنت اللہ اور قانون الٰہی کے مطابق ہوں لیکن جہاں یہ بہت بڑی نعمت ہے وہاں یہ آسان امر بھی نہیں ہے۔ جمعہ کا وقت قریباً دوسری اذان یا اس سے کچھ دیر پہلے سے شروع ہو کر نماز کے بعد سلام پھیرنے تک ہوتا ہے اگر یہ دونوں وقت ملا لئے جائیں تو یہ وقت گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس ایک گھنٹے یا ڈیڑھ گھنٹے میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ جب انسان کوئی دعا کرے تو وہ قبول ہو جاتی ہے لیکن اس نوے منٹ کے عرصے میں انسان کو یہ علم نہیں ہوتا کہ آیا پہلا منٹ قبولیت دعا کا ہے دوسرا منٹ قبولیت دعا کا ہے یا تیسرا منٹ قبولیت دعا کا ہے یہاں تک کہ نوے منٹ کے آخر تک انسان کسی منٹ کے متعلق بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ قبولیت دعا کا وقت ہے۔ گویا وہ گھڑی جس میں ہر دعا قبول ہوتی ہے نوے منٹ میں تلاش کرنی پڑے گی اور وہی شخص قبولیت دعا کا موقع تلاش کرنے میں کامیاب ہو سکے گا جو برابر نوے منٹ تک دعا کرتا رہے اور نوے منٹ تک برابر دعا میں لگے رہنا اور توجہ کا قائم رکھنا یہ بڑا مشکل کام ہے۔ پس بڑی محنت طلب چیز ہے اور اس کے لئے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ مسلسل اس عرصے میں بغیر توجہ ہٹائے دعا میں انسان لگا رہے اور یہ لگا رہنا ضروری ہے۔ جمعہ کی برکات کو حاصل کرنے کے لئے بڑی محنت کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرے جن صحابی کا میں ذکر کروں گا ان کا نام ہے عبداللہ بن مظعون۔ آپ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو جماع سے

تھا۔آپ حضرت قدامہ بن مظعون اور حضرت سائب بن مظعون کے بھائی تھے اور یہ سب رشتہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کے ماموں تھے۔

حضرت عبداللہ بن مظعون اور حضرت قدامہ بن مظعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں جانے اور اس میں دعوت اسلام دینے سے قبل ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔آپ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور حبشہ میں قیام کے دوران جب انہیں خبر ملی کہ قریش ایمان لے آئے ہیں تب یہ لوگ واپس آ گئے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ پہلے بھی میں بعض صحابہ کے ذکر میں بیان کر چکا ہوں کہ جب مسلمانوں کی تکلیفیں انتہا کو پہنچ گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان سے فرمایا کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں اور فرمایا کہ حبشہ کا بادشاہ عادل اور انصاف پسند ہے اس کی حکومت میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر رجب پانچ نبوی میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔حبشہ پہنچ کر مسلمانوں کو نہایت امن کی زندگی نصیب ہوئی اور خدا خدا کر کے قریش کے مظالم سے چھٹکارا ملا لیکن جیسا کہ بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ مہاجرین کو حبشہ میں گئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ایک افواہ اڑتی ہوئی ان کو پہنچی کہ قریش مسلمان ہو گئے ہیں۔اس خبر کا یہ نتیجہ ہوا کہ اکثر مہاجرین بلا سوچے سمجھے واپس آ گئے۔جب یہ لوگ مکہ کے پاس پہنچے تو پتا لگا کہ یہ خبر تو غلط تھی اور مہاجرین کو حبشہ سے واپس لانے کی کافروں کی ایک کوشش تھی۔اب ان سب کو بڑی مشکل کا سامنا تھا۔کوئی اور رستہ نہیں تھا بعض تو رستہ سے ہی واپس چلے گئے اور بعض نے مکہ میں آ کر کسی صاحب اثر کی پناہ لے لی لیکن وہ بھی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکی۔قریش کے مظالم بڑھتے چلے گئے اور مسلمانوں کے لئے مکہ میں کوئی امن کی جگہ نہیں تھی۔اس پر پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہجرت کرو اور پھر دوسرے مسلمانوں نے بھی خفیہ خفیہ ہجرت کی تیاری شروع کر دی اور موقع پا کر آہستہ آہستہ نکلتے گئے اور یہ ہجرت کا سلسلہ ایسا شروع ہوا بالآخر حبشہ میں مہاجرین کی تعداد ایک سو تک پہنچ گئی جن میں اٹھارہ عورتیں تھیں باقی مرد تھے۔بہر حال حضرت عبداللہ بن مظعون پہلی ہجرت حبشہ کے بعد واپس آ گئے تھے اور دوبارہ واپس گئے یا نہیں اس کا پتا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مظعون اپنے تینوں بھائیوں حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت قدامہ بن مظعون اور حضرت سائب بن مظعون کے ہمراہ غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔حضرت عبداللہ بن مظعون غزوہ بدر کے علاوہ غزوہ احد اور خندق اور دیگر غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔آپ نے حضرت عثمان کے دور خلافت میں 30 ہجری میں بعمر ساٹھ سال وفات پائی تھی۔اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar (aba) 16th - August - 2019

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB